Solution - 2022-23

Subject: Urdu (Elective)

Class: XII

Code: 003

Time: 3 Hours | Maximum Marks 80

Section A حصہ الف

1۔ مندرجہ ذیل درسی اقتباس کو غور سے پڑھئے اور اس پر مبنی سوالوں کے جواب لکھئے۔ **(1×10=10)**

(الف)

(i) قدیم گھر

(ii) حکیم محمد حسن خاں

(iii) مصنف کے گھر کے پاس راجا نریندر سنگھ والیِ پٹیالہ کے ملازم یعنی حکیموں کے گھر تھے۔

(iv) چونکہ راجا نریندر سنگھ نے صاحبان عالی شان سے عہد لیا تھا کہ غارت دہلی کے وقت اس کوچے میں رہنے والے حکیموں پر کوئی آنچ نہ آئے۔ اس لیے اس وقت یہ کوچہ محفوظ رہا۔

(v) صاحبان عالی شان سے مراد انگریز حکام ہیں۔

یا

(i) پودے

(ii) کرشن چندر

(iii) کشتیوں میں سوار کرکے

(iv) جھیل میں

(v) متانت کا

2۔ درج ذیل میں سے کسی ایک سوال کا جواب 100 الفاظ میں لکھیے۔ **(1×5=5)**

(i) غالب نے شاعری کے ساتھ ساتھ نثر نگاری میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ اُن کی نثر نگاری کے جوہر ان کے خطوط میں کھلتے ہیں۔ اُن کے خطوط صرف اُن کی ذاتی زندگی ہی کی عکاسی نہیں کرتے بلکہ اُن کے زمانے کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی ماحول کی تصویر کشی بھی کرتے ہیں۔ اُن کے خطوط کا اسلوب نہایت ہی دلکش ہے۔ عود ہندی اور اردوئے معلّٰی اُن کے خطوط کے مجموعے ہیں۔

(ii) احمد جمال پاشا نے یہ خاکہ نہایت ہی خوبصورت انداز میں لکھا ہے۔ اس میں انھوں نے اردو کے معروف نقاد اور انگریزی زبان وادب کے استاد کلیم الدین احمد کو موضوع بنایا ہے۔ اس خاکے میں کلیم الدین احمد کے ساتھ ساتھ ان کے چند معاصرین بالخصوص

آل احمد سرور اور احتشام حسین کے احوال بھی موجود ہیں۔ اس خاکے میں طنز وظرافت کے ساتھ ساتھ تنقیدی نقطۂ نظر کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔

3۔ مندرجہ ذیل میں سے کسی دو سوالوں کے جواب لکھیے۔ (2.5×2=5)

(i) خوجی پنڈت رتن ناتھ سرشار کے ناول فسانہ آزاد کا مشہور کردار ہے۔ اس کے ذریعے مصنف نے لکھنؤ کی زوال پذیر معاشرت کی عکاسی کی ہے۔

(ii) مختصر افسانہ جدید دور کی اہم نثری صنف ہے۔ اس کے ذریعہ کسی شخص کی زندگی کے ایک پہلو یا کسی واقعے کا بیان اس طرح کیا جاتا ہے کہ پڑھنے والے کے دل و دماغ پر اسکا گہرا اثر پڑے۔

(iii) سبق مچھر میں انسان کو یہ نصیحت کی گئی ہے رات کو جو کہ خُدا کی یاد کا وقت اسے غفلت میں نہ گنوادے بلکہ اللہ کی تقدیس و تسبیح میں گزارے اور اس خاموش وقت کو موقع غنیمت جان کے حمد و شکر کے گیت گائے۔ کیوں کہ یہ رات صرف سونے کا وقت نہیں ہے بلکہ اصل سونا تو موت کے بعد ہے۔

(iv) اقبال کا کلام اُن کے ذہن اور روح بلکہ خون میں رچا ہوا تھا۔ چھوٹی عمر میں جب اُن کی زبان میں لکنت تھی، ان کو اُن کے قومی اور ملی ترانے یاد کرائے گئے تھے۔ جوں جوں ان کی عمر بڑھی اور شعور آیا تو انھوں نے مسدس حالی کے ساتھ ساتھ شکوہ، جواب شکوہ، شمع و شاعر کے بیشتر حصے ان کے ورد زبان رہتے تھے۔ وہ انگلستان کی تعلیم کے زمانے میں اقبال کا فارسی کلام پڑھتے رہے۔ اُن کی ذہنی اور ادبی تربیت میں اقبال نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

4۔ مندرجہ ذیل درسی اشعار غور سے پڑھئے اور اس پر مشتمل سوالوں کے جواب لکھئے۔ (1×10=10)

الف

(i) معین احسن جذبی

(ii) زندگی ہے تو بہرحال بسر بھی ہو گی   شام آتی ہے تو آئے کہ سحر بھی ہو گی۔

(iii) مطلع میں شاعر نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ جس طرح ہر شام کے گزرنے کے بعد نئی صبح طلوع ہوتی ہے اسی طرح زندگی سے بھی رنج و غم دور ہو جائیں گے اور زندگی میں خوشیوں کا دور آتے گا۔

(iv) دیکھنے کے قابل

(v) صبح کے وقت کی جانے والی آہ و فریاد۔

یا

(i) مولانا الطاف حسین حالی

(ii) اب بھاگتے ہیں سایۂ عشق بتاں سے ہم   کچھ دل سے ہیں ڈرے ہوئے کچھ آسماں سے ہم

(iii) شاعر اپنے دل اور آسماں سے ڈرا ہوا ہے۔

(iv) بہت زیادہ خوف زدہ ہونا۔

(v) جس کی باتیں جادو کی طرح اثر کریں۔

5۔ درج ذیل میں سے کسی ایک سوال کا جواب 100 الفاظ میں لکھیے۔ (1×5=5)

(i) 'روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے' اقبال کی مشہور نظموں میں شمار ہوتی ہے۔ اس میں انھوں نے نہایت ہی دلکش انداز میں آدم کے زمین پر بھیجنے کا قصہ بیان کیا ہے۔ آدم کی آمد پر زمین کی روح بڑی گرم جوشی سے ان کا استقبال کرتی ہے اور آدم کو اُن کی حقیقت سے آشنا کراتی ہے۔

(ii) 'ارتقا' جمیل مظہری کی معروف نظم ہے۔ اس نظم کا انداز فلسفیانہ ہے۔ اس نظم میں شاعر نے یہ بتایا ہے کہ دنیا میں انسان کے اختیار میں کون سی چیزیں ہیں اور وہ کس طرح اپنی کامیابی کی نئی منزلیں تلاش کرتا ہے۔

6۔ درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ (2.5×2=5)

(i) اس شعر میں شاعر یہ بیان کر رہا ہے کہ اگر اس کا محبوب اُس کے غم کا حال پوچھنے آجائے تو اُس کے قلب و جگر کی کیفیت قابل دید ہوگی۔ بہ الفاظ دیگر وہ خوشیوں سے جھوم اٹھے گا۔

(ii) اس مصرع میں گل رنگ کے معنی پھول جیسے رنگ والے یا خوبصورت کے ہیں اور سحر کے معنی صبح کے ہیں۔

(iii) (۱) بانگ درا (۲) ضرب کلیم

(iv) یہ شعر مشہور ترقی پسند شاعر جاں نثار اختر کی غزل سے ماخوذ ہے۔ اس شعر میں شاعر نے غزل کے فن سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ شاعر کے مطابق غزل ایسی صنف کا نام ہے جس میں جوش و جذبہ کی فراوانی ہوتی ہے۔ اس کے ہر لفظ میں حرارت اور گرمی پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے قارئین اور سامعین اس سے محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

7۔ درج ذیل میں سے کسی ایک سوال کا جواب 100 الفاظ میں لکھیے۔ (1×4=4)

(i) ویکوم محمد بشیر کیرالا میں پیدا ہوئے۔ وہ بچپن سے ہی بڑے ذہین اور اخلاق مند انسان تھے۔ نہایت ہی حساس طبیعت کے مالک تھے۔ دس گیارہ برس کی عمر میں وہ آزادی ہند کی تحریک سے وابستہ ہوگئے جس کے باعث انھیں اسکول چھوڑنا پڑا۔ رفتہ رفتہ اُن کا سیاسی اور انقلابی سرگرمیاں اتنی تیز ہوگئیں کہ انھیں کیرالا بھی چھوڑنا پڑا۔ نتیجتاً وہ بے سروسامانی کے عالم میں ملک کے مختلف حصوں میں گھومتے رہے اور طرح طرح کے لوگوں سے ملتے رہے۔ انھوں نے 1937 کے آس پاس لکھنا شروع کیا۔ ان کی پہلی اہم تصنیف "بچپن کی ساتھی" ہے جسے انھوں نے اپنی زندگی کا ایک ورق قرار دیا ہے۔ اس کہانی نے ملیالم کے افسانوی ادب کو نئی راہ دکھائی۔ محمد بشیر کی کہانیاں زندگی کی حقیقتوں سے لبریز ہوتی ہے۔ وہ اپنی بات نہایت سادہ، سلیس اور عام فہم انداز میں لکھنے پر

قدرت رکھتے ہیں۔ ویکوم محمد بشیر کی ادبی خدمات کے پیش نظر کئی انعامات اور اعزازات سے نوازا گیا۔ 1970ء میں ساہتیہ اکادمی کی فیلوشپ ملی۔ 1982ء میں حکومت ہند نے پدم شری خطاب دیا۔

(ii) نرمل ورماہندی کے مشہور افسانہ نگار ہیں۔ اُن کی کہانیاں ہمارے اندرون کا سفر کرتی ہیں۔ وہ ہمیں اس کے لیے مجبور کرتی ہیں ہم اپنے اندر کا سفر کریں۔ ہم اپنے اندر جس دل کو جانتے ہیں وہ دکھ کا مسکن ہے۔ اس کے نزدیک سکھ اور خوشی ایک سپنے کی طرح ہے۔ جلتی جھاڑی میں ایک بالغ آدمی کے دکھ اور اس کے اکیلے پن کو پیش کیا گیا ہے۔ ایسا اکیلا پن جس میں لوگوں کے ساتھ ہونے، ان کا بنے رہنے تک کی تمنائیں ہیں، لیکن ان تمناؤں کو اس کی تنہائی نگل جانا چاہتی ہے۔ انھوں نے اس میں سیر وسیاحت کے دوران مسافر کی مختلف کیفیات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی باتوں کو پیش کیا ہے۔ اس کہانی کا مرکزی کردار واحد متکلم کے ذریعے کہانی کو آگے بڑھاتا ہے۔

8۔ درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے جواب مختصر لکھیے۔ (2×3=6)

(i) چے خوف روس میں پیدا ہوئے۔ وہ افسانہ نگاری میں ایک نرالے اور نئے طرز کے موجد مانے جاتے ہیں۔ چوں کہ ان کا ملنا جلنا متوسط طبقے کے تعلیم یافتہ لوگوں سے تھا، اس لیے ان کے افسانوں میں زیادہ تر انھیں کے نقشے کھینچے گئے ہیں۔ ان کے افسانے سیدھی سادی حقیقت کی بدولت لطیف اور دلکش ہو جاتے ہیں۔

(ii) نرمل ورماہندی زبان کے ممتاز فکشن نگار ہیں۔ انھوں نے افسانہ، ناول، ڈراما، سفر نامہ اور ڈائری غرض کہ کئی اصناف میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے ہیں۔ پرندے اُن کے افسانوں کا پہلا مجموعہ ہے۔ اُن کے دیگر افسانوی مجموعوں میں جلتی جھاڑی، پچھلی گرمیوں میں، بیچ بحث میں، کوے اور کالا پانی خاص طور سے اہمیت کے حامل ہیں۔

(iii) "میں اپنے سفر کے خاتمے پر پہنچ رہا ہوں۔ کون جانے شاید یہ کسی دوسرے سفر کا آغاز ہو۔ وقت صرف خُدا کے خزانے میں ہے۔ وہی میری راہ متعین کرے گا۔ میں دنیا کی خوش حالی کی تمنّا کرتا ہوں اور ہر فرد و بشر کی مسرت اور اس کے سکون واطمینان کی دعا کرتا ہوں۔"

(Section B حصہ ب)

9۔ درج ذیل میں سے صرف تین سوالوں کے تفصیلی جواب لکھیے۔ (3×5=15)

(i) اردو ادب کی ترویج واشاعت میں فورٹ ولیم کالج کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ 4/مئی 1800ء کو فورٹ ولیم کا باضابطہ قیام عمل میں آیا۔ اس کالج میں ہندوستانی شعبے کا صدر جان گل کرسٹ کو بنایا گیا۔ ان کی کوششوں سے اردو نثر کی ترقی کی راہ ہموار ہوئی۔ انھوں نے اردو زبان کی ترویج واشاعت میں گہری دلچسپی دکھاتے ہوئے خود بھی تصنیف وتالیف کا کام کیا اور اس کے علاوہ ملک کے مختلف مشہور ومعروف ادیبوں اور انشاپردازوں کی خدمات حاصل کیں اور اُن سے ایسی کتابیں ترجمہ اور تصنیف کرائیں جو اردو ادب میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان کتابوں میں میرامن کی کتاب باغ وبہار نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کی نثر

سادہ اور سلیس ہے۔ اس میں روایتی انداز تحریر سے پرہیز کیا گیا ہے جس کے باعث اردو کی جدید نثر میں اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔
میر امن کے علاوہ میر بہادر علی حسینی، میر شیر علی افسوس، حیدر بخش حیدری، کاظم علی جوان وغیرہ نے بھی اردو نثر کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ میر بہادر علی حسینی نے نثر بے نظیر کے نام سے مثنوی سحر البیان کا خلاصہ اور اخلاق ہندی کے نام سے سنسکرت کی مشہور کتاب ہتوپدیش کا ترجمہ کیا۔ میر شیر علی افسوس نے گلستاں کا ترجمہ باغ اردو اور خلاصۃ التواریخ کا ترجمہ آرائش محفل کے نام سے آسان اردو میں کیا ہے۔ ان تصانیف نے اس عہد کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی حالات کا پتہ براہ راست تو پتہ نہیں چلتا ہے لیکن اس کی زبان اور اس کے اسلوب نگارش سے اس دور کے ادبی مذاق کا اور ثقافتی مزاج کا عرفان وادراک ضرور ہوتا ہے۔

(ii) ترقی پسند تحریک اردو کی ایک اہم ادبی تحریکہے۔ ہندوستان میں اس کا باضابطہ آغاز 1936ء سے ہوا۔ اس کی پہلی کانفرنس پریم چند کی صدارت میں لکھنؤ میں ہوئی جس میں اس تحریک کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی گئی۔ اس تحریک نے ادب کا رشتہ براہ راست سماج سے قائم کیا اور سماجی مسائل کو زیر بحث لایا۔ جس کی وجہ سے اس میں وہ موضوعات بھی ادب کا حصہ بنے جو ابھی تک نظر انداز کئے گئے تھے۔ اس ضمن میں منشی پریم چند کا وہ خطبہ قابل ذکر ہے جس میں انھوں نے ترقی پسند تحریک کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ کہا تھا کہ : "ہماری کسوٹی پر وہ ادب کھرا اترے گا جس میں تفکر ہو، آزادی کا جذبہ ہو، حسن کا جوہر ہو، تعبیر کی روح ہو، زندگی کی حقیقتوں کی روشنی ہو جو ہم میں حرکت، ہنگامہ اور بے چینی پیدا کرے، سلائے نہیں، کیوں کہ اب زیادہ سونا موت کی علامت ہوگی۔
ترقی پسند تحریک سے انفرادیت کی جگہ اجتماعیت پر روز دیا اور پورے سماج کے مسائل کی پیش کش پر اصرار کیا جس کے باعث غریبوں، مزدوروں، محکوموں اور استحصال زدہ عوام کے جذبات ادب میں شامل ہوئے اور ادبی سیاق میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا۔ سجاد ظہیر، فیض احمد فیض، محمد دین تاثیر، ڈاکٹر عبدالعلیم، کیفی اعظمی، سردار جعفری، ساحر لدھیانوی، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی وغیرہ نے اس تحریک کو جلا بخشی۔

(iii) خواجہ الطاف حسین حالی اردو کے معروف شاعر وادیب اور نقاد تھے۔ انھوں نے پانی پت اور دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ اُن کے ادبی ذوق کی تربیت دہلی کی ادبی مجلسوں اور شیفتہ وغالب کی صحبتوں میں ہوئی۔ سر سید کے رفقا میں حالی اس لحاظ سے ممتاز ہیں کہ انھوں نے سر سید کے مشن کو پورے طور پر اپنا لیا تھا۔ وہ چھوٹے بڑے تمام معاملات میں سر سید کی روش کو سراہتے اور اس کی تقلید کی کوشش کرتے تھے۔ اپنے اسلوب اور طرز نگارش میں بھی انھوں نے سر سید کی پیروی کی۔ ان کی ادبی تصانیف میں حیات سعدی، یادگار غالب، حیات جاوید، مقدمہ شعر وشاعری، مسدس حالی، دیوان حالی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

10۔ درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ (2×5=10)

(i) نظیر اکبر آبادی کا نام شیخ ولی محمد تھا۔ وہ دہلی میں پیدا ہوئے تھے۔ نظیر کی مقبولیت کا ثبوت یہ ہے کہ ٹھیلے والے خوانچے والے ان سے نظمیں لکھواتے تھے۔ اُن کے یہاں میلوں، ٹھیلوں، موسموں، تہواروں اور مذہبی شخصیات کے علاوہ بھوک اور مفلسی جیسے موضوعات پر خاصی تعداد میں نظمیں ملتی ہیں۔ ان کا اسلوب نہایت ہی سادہ اور سلیس ہے۔

(ii) میر انیس کا اصل نام میر ببر علی تھا۔ وہ فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے شاعری کی ابتدا غزل گوئی سے کی لیکن جلد ہی مرثیہ نگاری کی طرف مائل ہو گئے۔ اُن کے مرثیے فصاحت اور بلاغت کی عمدہ مثال ہیں۔ میر انیس کو منظر نگاری، کردار نگاری اور رزم نگاری میں کمال حاصل تھا۔ اُن کے مرثیوں کی زبان عام فہم ہونے کے باوجود شگفتہ اور دلکش ہے۔

11۔ مندرجہ ذیل سوالوں کے متبادل جوابات میں سے صحیح جواب تلاش کر کے لکھیے۔ (5×1=5)

(i) (B) فورٹ ولیم کالج

(ii) (B) فیض احمد فیض

(iii) (A) کھڑی بولی

(iv) (A) 1878ء

(v) (C) سر سید احمد خاں